To get hand written assignments Call or messege

051-2285833, 0344-5515779, 03005371884

NISHAT EDUCATION PORSH ARCADE PLAZA G9 MARKAZ ISLAMABAD

سمسٹر بہار 2020ء

کورس: اُردو لازمی-II   کورس کوڈ: 364

سطح: ایف اے   مشق نمبر: ۱

BS NISHAT EDUCATION

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل دو اقتباسات کی تشریح کریں۔ مضمون کا عنوان اور مصنف کا نام بھی لکھیں۔

(الف) اگرچہ اسے بازار میں آنے کی اجازت۔۔۔۔۔۔ان کی لڑائی کا انجام کیا ہوا؟ (ص۔۹)

حوالہ متن

عنوان: طاقت کا امتحان

مصنف: سعادت حسن منٹو

سیاق وسباق:

0344-5515779, 03005371884,

تشریح طلب اقتباس سے پہلے مصنف نے یہ بتایا ہے کہ ملکہ صداقت زمانی سلطان آسمانی کی بیٹی تھی جو ملکہ دانش خاتون کے پیٹ میں سے پیدا ہوئی تھی جب ملکہ موصوف نے ہوش سنبھالا تو اول تعلیم وتربیت کے سپرد ہوئی جب انہوں نے اپنی پرورش میں اپنا حق ادا کر لیا تو باپ کے دربار میں سلام کو حاضر ہوئی اسے نیکی اور نیک ذاتی کے ساتھ خوبیوں اور خامیوں کے زیور سے آراستہ دیکھ کر سب نے صدق دل سے تعریف کی عزت ودوام کا تاج مرصع سر پر رکھا گیا اور حکم ہوا کہ۔

051-2285833, 2285733

"جاؤ اولاد آدم میں اپنا نور پھیلاؤ"۔

عالم سفلی میں دروغ دیوزاد ایک سفلہ تاپکار تھا کہ احمق تیرہ دماغ اس کا باپ تھا اور ہوس وہوا پرست اس کی ماں تھی۔

تشریح:

تشریح طلب اقتباس میں مصنف یہ بیان کر رہا ہے کہ انسان کی زندگی کی سب سے بڑی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ مصنف کے مطابق اگر چہ سچائی کو دنیا میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن پھر بھی انسان بعض مواقع پر سچ کو کچھ زیادہ اچھا نہیں سمجھتے اور جہاں اپنے فائدے کی بات آتی ہے بے دھڑک جھوٹ بول دیتے ہیں۔ بعض حکماء نے انسان سے اس عادت کو چھڑوانے کے بہت سی تدابیر کی ہیں جیسے بچوں کو کڑوی دوا مٹھائی میں ملا کر کھلا دی جاتی ہے اسی طرح مختلف صورتوں میں مختلف قسم کی نصیحتیں کی ہیں۔ اس سبق میں مصنف نے سچائی کو ملکہ صداقت زمانی اور جھوٹ اور مکروفریب کو دروغ دیوزاد کا نام دے کر ایک کہانی کے روپ میں اپنا مطلب واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ دیوزاد کو دربار میں آنے کی اجازت نہ تھی لیکن جب کسی تفریح کے موقع پر نقلیں اتارنے والے بھانڈ بھی آیا کرتے تھے تو ان کی ساتھ میں وہ بھی آ جاتا تھا اتفاقاً ایک دن دروغ دیوزاد بھی دربار آیا ہوا تھا اور اس نے بادشاہ کو اتنا خوش کیا تھا کہ اسے شاہی لباس مل گیا تھا لیکن یہ جھوٹا شخص دل میں بادشاہ سے سخت دشمنی اور نفرت رکھتا تھا ملکہ کی عزت ووقار دیکھ کر ج ملکہ سے جلنے لگا اور حسد کی آگ اس کے دل میں بھڑکنے لگی۔ چنانچہ یوزادوہاں سے چھپ کر نکلا اور ملکہ کے عمل میں خلل ڈالنے کا سوچنے لگا۔ جب یہ دو دعویدار نئے ملک کو حاصل کرنے کے لیے اٹھے تو لوگوں کو ان کی دشمنی کی بنیاد ابتداء سے معلوم تھی سب کی آنکھیں ادھر ادھر لگ گئی کہ دیکھیں ان کی لڑائی کا انجام کیا ہو؟

BS NISHAT EDUCATION

(ب) جب مامون نے مصر کے علاقے کا دورہ ــــــــــــــــــــــــ مرفع الحالی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔(ص ۱۷)

حوالہ متن

سبق کا نام: مامون الرشید

مصنف کا نام: علامہ شبلی نعمانی

سیاق و سباق:

تشریح طلب اقتباس سے پہلے مصنف یہ بیان کر رہے ہیں کہ مامون الرشید کی حکومت، حدو ہند سے لے کر بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہارون الرشید کے مفتوحہ علاقوں میں مامون الرشید نے بہت اضافہ کیا، جس سے سرکار کے خراج میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ ان دونوں حکمرانوں کے دور ہی میں نئے شہر آباد ہونا شروع ہوئے اور زراعت جیسے پیشے کو ترقی ملی۔ مامون الرشید عباسی خلیفہ کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے اور اس میں مامون کے انتظام و انصرام حکومت پر روشنی ڈالی اور مامون الرشید کی سلطنت ہندوستان کی سرحد سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی اس وسیع سلطنت کا خراج بھی کروڑوں میں تھا۔ اسلامی دنیا کا کوئی حصہ یا علاقہ اس کی حکومت سے آزاد نہیں تھا، سوا سپین کے ہندوستان کے سرحدی شہروں میں اسی کے نام کے قصیدے پڑھے جاتے تھے سب کے سب علاقے اس کی غلامی میں تھے اور ان علاقوں میں مامون الرشید نے کچھ عرصے حکمرانی کی شہنشاہ اور جو ایک مغرور و سرکش انسان تھا وہ بھی اس کا غلام اور خدمت گار تھا خراج (وہ روپیہ جو چھوٹا بادشاہ بڑے بادشاہ کو دے) اکثر ملاقاتوں میں ایک بادشاہ دوسرے کو تحائف یا مال و سامان دے اور ہارون الرشید کے دور میں کل ملک کا خراج آج کے دور کے مطابق یا حساب سے اکتیس کروڑ پچاس لاکھ روپے تھا۔ مامون کی خلافت میں اس مال میں روز بہ روز اضافہ ہوتا گیا جس کی وجہ سے مامون الرشید کی سلطنت میں ترقی اہمیت کی حامل ہو گئی۔

تشریح:

زیر بحث اقتباس میں مصنف نے مامون الرشید کے انتظام و انصرام کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اتنی وسیع سلطنت کا انتظام چلانے کیلئے مامون نے سلطنت کے بڑے اضلاع کا دورہ کیا اور ہر جگہ دو دو چار چار دن قیام کر کے مناسب انتظامات کے احکامات جاری کئے۔ یہاں مصنف نے مامون الرشید کے حسن انتظام و انصرام کو ثابت کرنے کیلئے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب مامون نے مصر کے علاقے کا دورہ کیا تو ہر گاؤں میں کم از کم ایک رات ٹھہرتا گیا۔ مصر میں پہنچا، تو وہاں رکا نہیں آگے بڑھ گیا۔ اس گاؤں میں کم از کم ایک رات ٹھہرا۔ مصر کے ایک گاؤں کی مالک ایک بڑھیا تھی۔ جب اسے مامون کی آمد کی خبر ہوئی۔ اس نے مامون کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔ واپسی پر بڑھیا نے مامون کو دس تھیلی اشرفیاں نذر کیں۔ جس سے اس کی سلطنت کی خوش حالی اور حسن انتظام اور حسن انتظام کا اندازہ لگا جا سکتا ہے۔ محتاجوں، بضرورت مندوں، یتیموں اور بیواؤں کی بیت المال سے امداد کی جاتی۔ پوری سلطنت کے معاملات اور حالات و واقعات سے باخبر رہنے کے لئے مامون نے سترہ سو عورتیں مقرر کر رکھی تھیں۔ جو شہر کے چپے چپے کی خبریں لا کر خلیفہ کو پیش کرتیں۔

0344-5515779, 03005371884,

سوال نمبر ۲: ڈاکٹر وزیر آغا کے مضمون "ہنسی مزاح اور انسانی زندگی" کا خلاصہ لکھیں۔

جواب: <u>"ہنسی مزاح اور انسانی زندگی" کا خلاصہ:</u>

051-2285833 , 2285733

ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنے اس دلچسپ مضمون میں ہنسی اور مزاح کے انسانی زندگی پر پڑنے والے اثرات سے بحث کی اور زندگی کے اس خوبصورت پہلو کو لازم حیات قرار دیا اور یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ہنسی اور مزاح کا پہلو انسان کی زندگی کو حیوانی حیات سے ممتاز کرتا ہے۔ ان کے خیال میں کائنات اور اس کے تمام مظاہر میں ہر طرف ایک گہری سنجیدگی چھائی ہوئی ہے۔ پس اس سنجیدہ کائنات کے متوازی انسان نے بھی اپنے لیے جس زندگی کو اختیار کیا ہے وہ اپنے کام کاج اور شب و روز کی مصروفیات کے حوالے سے بھی سنجیدہ ہے، لیکن انسان احساسِ مزاح کے باعث زندگی کی ٹھوس اور مادیت پسند صورتِ حال کو لچکیلا اور ملائم بنا لیتا ہے۔ انسان چونکہ خواب پرست واقع ہوا ہے۔ اس لیے اگر اس کے خواب تعبیر سے محروم ہوتے چلے جائیں تو زندگی وبال بن کر رہ جائے۔ چنانچہ ہنسی اور مزاح دو ایسی چیزیں ہیں جن کے باعث محرومیوں کے باوجود زندگی رہنے اور بسنے کے قابل رہتی ہے۔ زندگی کے ناقابل برداشت صدموں کو قابل برداشت بنانے میں ہنسی اور مزاح کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ انسان ہنستا لوگوں میں اور روتا تنہائی میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہنسی کے ذریعے زندگی کے کھردرے کناروں کو ملائم بنا لیتا ہے۔ مزاح کی بے شمار شکلیں اور اقسام ہیں مثلاً ایک وحشی انسان کے لیے دورِ جدید کا انسان اور دورِ جدید کے کسی انسان کے لیے وحشی کا رنگ و روپ اور طرزِ تمدن مزاح کا باعث بن رہا ہے۔ بسا اوقات اجنبی بھی ایک دوسرے کی وضع قطع دیکھ کر خوب دل کھول کر قہقہے لگانے لگتے ہیں۔ انسان جیسے جیسے ترقی کرتا چلا جا رہا ہے ویسے ویسے اس کے اخلاقی، سیاسی اور سماجی تصورات بھی وسیع ہو رہے ہیں۔ اب ہماری ہنسی بھی گروہی نہیں، بلکہ انفرادی ہے۔ فرد کے قہقہے میں گہرائی اور انفرادیت کے ساتھ ساتھ پُرسکون دریا کی دھیمی لے بھی سنائی دیتی ہے۔

BS NISHAT EDUCATION

سوال نمبر ۳: مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کریں اور شاعر کا نام بھی لکھیں۔

جواب: <u>شاعر کا نام:</u> <u>علامہ محمد اقبال:</u>

شعر نمبر1:

عقل کو آستاں سے دُور نہیں

اس کی تقدیر میں حضور نہیں

<u>تشریح:</u>

اس شعر میں اقبال عشق کے مقابلے میں عقل کو کم تر او ناقص قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ عقل اگر چہ آستانہ محبوب سے زیادہ دُور نہیں ہے مگر اس کے مقدر میں محبوب کی حاضری نہیں ہے گویا عقل جو بجا طور پر انسانی قوت ہے انسان کی حقیقی راہنمائی سے عاجز ہے عقل راہ کا چراغ تو ہے منزل نہیں ہے یہ ہمیں محبوب کے دروازے تک تو لے جا سکتی ہے مگر باریابی کا شرف اُس کی قلبی وابستگی اور ایمان کے جذبے کی بدولت ہی ممکن ہے جو عشق کی دین ہے۔

شعر نمبر2:

دل بینا بھی کر خدا سے طلب

آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

<u>تشریح:</u>

اقبال دل کو روشن کرنے پر زور دیتے ہیں اور دل کی حقیقی روشنی اسی صورت میں میسر آتی ہے جب آنکھ حقیقی طور پر روشن ہو کیونکہ محبوب حقیقی کو دیکھنے کے لیے ظاہری آنکھ کی روشنی کام نہیں آتی اس کے لیے دیکھنے والے دل کے ساتھ ایسی بصیرت کی بھی ضرورت ہے جو دنیاوی کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہو دل کی روشنی محبت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے جب ایسا دل میسر آ جائے تو ہر شے صاف دکھائی دینے لگتی ہے شاعر کے نزدیک آنکھوں کی روشنی دل کی روشنی کے مقابلے میں کم تر ہے۔ جب تک ہم اللہ تعالیٰ سے حقیقی شعور یا ادراک طلب نہیں کریں گے منزل مراد نہیں پا سکیں گے۔

شعر نمبر3:

علم میں بھی سُرور ہے لیکن

یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں

<u>تشریح:</u>

علم ایک طرح سے لطف و لذت کا سبب تو بنتا ہے اس سے انسان کو سرور تو حاصل ہوتا ہے جس کی بدولت عارضی طور پر بندہ خود کو خوشی اور لذت کی کسی جنت میں محسوس کرتا ہے مگر علم کا یہ سرور یا لذت اس بات کی ضمانت نہیں کہ انسان حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔ اسی لیے شاعر نے علم کو ایک ایسی جنت سے تعبیر کیا ہے جو حور کے وجود سے خالی ہے شاعر کے نزدیک علم سے مقصود حقیقی نہیں ملتا اس سے محض دنیاوی حقائق کا ادراک کیا جا سکتا ہے علم سے مشکلیں آسان بنائی جا سکتی ہیں مگر خدا شناسی کی منزل پانے کے لیے جذبہ عشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اقبال کہتے ہیں کہ اے بندے! اگر حصول منزل کا اصلی نشہ اور حقیقی جنت کی آرزو ہے تو وہ جنت حاصل کرنے کی کوشش کر جو عشق سے عبارت ہے۔

شعر نمبر4:

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں

ایک بھی صاحب سُرور نہیں

<u>تشریح:</u>

کتنے دکھ کی بات ہے کہ امت مسلمہ قحط الرجال کا شکار ہو کر رہ گئی ہے کہیں کوئی ایک بھی ایسا شخص دکھائی نہیں دیتا جسے حقیقی معنوں میں صاحب کمال کہا جا سکے۔ علامہ اقبال کو دلی افسوس ہے کہ مسلمانوں میں ایسے دیدہ ور اب ختم ہو گئے ہیں جن کے دلوں میں عشق کے چراغ روشن تھے انہیں اس بات کا دکھ ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں اچھے، قابل اور صاحب کمال لوگوں کی کمی ہے جو صحیح ملی اور قومی جذبے سے سرشار ہو کر ملت کی کشتی کو منزل مراد تک لے جانے کے اہل ہوں۔ وہ مرد قلندر جن میں عشق و ایمان کی سرمستیاں اور ذوق و شوق کی سربلندیاں تھیں دنیا ان کے

BS NISHAT EDUCATION
0344-5515779, 03005371884,
051-2285833 , 2285733
BS NISHAT EDUCATION

وجود سے خالی ہوگئی۔

سوال نمبر۴: **اختر شیرانی کی نظم "نغمۂ زندگی" کا خلاصہ لکھیں۔**

جواب: <u>**نغمۂ زندگی کا خلاصہ**</u>

اختر شیرانی کی نظم نغمہ زندگی ہیئت کے اعتبار سے ایک مستزاد نظم ہے۔ نظم میں انہوں نے فلسفہ وفکر کی گتھیاں نہیں سلجھائیں بلکہ عام انداز بیان کے ساتھ زندگی کے نغمے پیش کیے ہیں۔ وہ یہ بتاتے ہیں کہ زندگی کا تعلق کائنات سے ہے۔ کائنات کے سارے ہنگامے زندگی کے مرہون منت ہیں۔ ساز فنا میں زندگی ہی ایک مشترکہ ساز ہے۔ زندگی کبھی نہیں مرتی بلکہ لوگوں کو مارتی ہے۔ زندگی کے مختلف روپ ہیں۔ کبھی یہ راہزن کی شکل میں ملتی ہے اور کبھی راہنما کے طور پر سامنے آتی ہے۔ زندگی کبھی نغمے کی صورت اختیار کر لیتی ہے تو کبھی آواز کی صورت۔ زندگی کی طرح انسان کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں۔ مگر ان میں زندگی کا جذبہ ایک ہی طرح کارفرما ہوتا ہے۔ زندگی کی شراب ان تمام انسانوں کو ایک طرح سے متاثر کرتی ہے۔ دنیا کے تمام سازوں اور آوازوں میں جو قدر مشترک ہے اور جو آواز ایک ہے وہ زندگی کی آواز ہے۔ زندگی کی ابتداء اور انتہا کسی کو میسر نہیں۔ یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ لیکن جو چیز برقرار رہے گی وہ صرف زندگی ہے۔ زندگی میں ہی انسان خواب دیکھتا ہے اور آواز کی موجیں زندگی کی علامت ہوتی ہیں۔ صبح کے وقت جو تازہ ہوا چلتی ہے اس کے ساتھ بھی زندگی کا نزدیک ترین تعلق ہے۔ وہ شخص یا مسافر جو آگے بڑھنے کے راستے پر چار ہا ہو اس کے لیے زندگی ایک مقام کا درجہ رکھتی ہے یعنی وہ سستانے کے لیے یہاں پر پڑاؤ ڈال سکتا ہے۔ آگے جہاں تک زندگی ایک ایسی فضاء ہے جو انسان کی قدم قدم پر راہنمائی کر سکتی ہے۔ الغرض کائنات کے تمام اثاثے ہاؤ زندگی کے مرہون منت ہیں۔ اس کے بغیر زندگی کی کسی سرگرمی کا انجام دیا ناممکن ہے۔ آ زیر بحث اقتباس میں مصنف نے مامون الرشید کے انتظام و انصرام کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اتنی وسیع سلطنت کا انتظام چلانے کیلئے مامون نے سلطنت کے بڑے اضلاع کا دورہ کیا اور ہر جگہ دو دو چار چار دن قیام کر کے مناسب انتظامات کے احکامات جاری کئے۔ یہاں مصنف نے مامون الرشید کے مؤثر انتظام و انصرام کو ثابت کرنے کیلئے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب مامون نے مصر کے علاقے کا دورہ کیا، تو ہر گاؤں میں کم از کم ایک رات ٹھہرتا گیا۔ مصر میں پہنچا، تو معمول کے خلاف وہاں قیام نہیں کیا اور آگے بڑھ گیا۔ اس گاؤں میں کم از کم ایک رات ٹھہرتا گیا۔

BS NISHAT EDUCATION

سوال نمبر:۵ **(الف) مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب پر اعراب لگائیں۔**

اعراب	الفاظ
اَچھا	اچھا
عَجیب	عجیب
مُجسمہ	مجسمہ
وَحشت ناک	وحشت ناک
آبِ و گِل	آب و گل

0344-5515779, 03005371884,

051-2285833, 2285733

(ب) "طاقت کا امتحان" کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

جواب: <u>**مرکزی خیال**</u>

"طاقت کا امتحان" کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ہمارا سماج بالادست اور محروم طبقات پر مشتمل ہے۔ ایک طرف اگر مال و دولت کی ریل پیل ہے تو دوسری طرف نان جویں کو ترسے ہوئے لوگوں کا انبوہ ہے۔ جن لوگوں کے پاس دولت و طاقت ہے انہیں اختیارات کے بے جا استعمال نے بے حس اور بے رحم بنا دیا ہے۔ مزدور طبقات کی طاقت و ہمت خود ان کی اپنی زندگیوں میں تو کسی بھی نوع کی تبدیلی کا باعث نہیں بنتی۔ لیکن دولت مندوں کے سامان راحت کا ذریعہ ضرور بنتی رہتی ہے۔

BS NISHAT EDUCATION

سوال نمبر:۷ **پرانے جوتے کی آپ بیتی لکھیں۔**

جواب: **پرانے جوتے کی آپ بیتی:**

میں ایک پرانا جوتا ہوں۔ اس وقت میں ایک مزدور کے پاؤں میں ہوں۔ کئی جگہ سے میرا رنگ اڑ چکا ہے ایک دو جگہ سے پھٹ چکا ہوں۔ لیکن میں

ہمیشہ سے ایسا نہیں تھا۔میری یہ حالت ایک سال کے استعمال کے بعد ہوئی ہے آیئے میں آپ کو اپنی داستان حیات سناتا ہوں۔پہلے پہل مجھے ایک نفیس چمڑے سے بنایا گیا۔پھر مجھے مارکیٹ کی دکان میں پہنچادیا گیا ایک گورے چٹے دکاندار نے اپنی دکان کی شیلف میں مجھے سجادیا۔یہ موسم سرما کے آغاز کے دن تھے جب ایک روز ایک نوبیاہتا جوڑا اس دکان پر آیا۔بیگم نے مجھے پسند کرلیا اس کے بعد دکاندار کے ساتھ مول تول ہوا اور مجھے خرید کر لے گئے نوجوان نے مجھے پہن کر دیکھا تو اس کی بیوی کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا نوجوان کی گورے پاؤں پر میرا کالا رنگ واقعی بہت بھلا لگ رہا تھا اگلے کئی ماہ تک اس نے مجھے خوب پہنا۔نوجوان مجھے پہن کر کئی دعوتوں اور پارٹیوں میں شامل ہوا۔وہ اکثر مجھے پہن کر اپنے دفتر بھی جاتا اس کے دوست اکثر میری تعریف کرتے میری حفاظت بھی خوب ہوئی۔یہ میری زندگی کے خوبصورت ترین دن تھے پھر موسم بدلا موسم سرما ختم ہوا بیگم نے مجھے حفاظت کے ساتھ دوسرے سردیوں کے جوتوں کے ساتھ ایک بکس میں بند کردیا میں کئی ماہ تک وہیں بند پڑا رہا ایک دن نہ جانے کدھر سے ایک جھینگر بکس میں گھس آیا اس نے کئی جوتوں کا ناس ماردیا اور میرے جسم پر بھی ایک دو جگہ سوراخ کردیئے۔اگلے موسم سرما کے آغاز میں ایک دن بیگم نے مجھے نکال کر دیکھا تو اس کی چیخ نکل گئی اگلے دن میاں نے مجھے اپنے نوکر کے حوالے کردیا نوکر نے مجھے خوب استعمال کیا۔آہستہ آہستہ میرا رنگ وروپ بدلنے لگا ایک شام کمال مہربانی کرتے ہوئے اس نوکر نے مجھے قریب ہی کام کرتے ہوئے ایک غریب مزدور کو بخش دیا اور دعائیں سمیٹ لیں اس مزدور نے تو میرا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا میرا کوئی حصہ سلامت نہیں رہنے دیا اب تقریباً میں بے کار ہو چکا ہوں لیکن لگتا ہے مزدور کہیں سے کوئی اور جوتا ملنے تک میری جان نہیں چھوڑے گا۔

سوال نمبر ۷ کسی ایک موضوع پر مضمون قلم بند کریں۔

ا۔ دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

۲۔ طلبا اور سیاست

جواب: **مضمون** "دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے"

اقبالؔ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اجالا صرف اسم محمد ﷺ کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے، لیکن اس کے لئے عشق کی قوت شرط ہے، جو ہر پست کو بالا کردیتی ہے:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ذات بابرکات دونوں جہانوں کے لیے باعث رحمت ہے، اور آپ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ بند کردیا ہے۔زندگی گزارنے کیلئے آپ ﷺ کی شخصیت ہر لحاظ سے مکمل اور بہترین نمونہ ہے۔ دراصل ہماری آبرو آپ ﷺ کے نام ہی کی بدولت ہے، مسلمان کے دل میں حضور کی محبت جاگزیں ہوتی ہے۔وہ ذات گرامی جس نے خود بوریے پر لیٹ کر زندگی گزاری۔مگر اپنی امت کو وہ فروغ بخشا کہ تاج قیصر وکسریٰ ان کے قدموں میں آگرا۔انہوں نے غار حرا میں تنہائی میں راتیں بسر کیں اور اس طرح ایک قوم، ایک آئین، ایک حکومت عالم کے سامنے پیش کی۔آپ ﷺ کی راتیں شب بیداری میں گزریں تاکہ آپ ﷺ کی امت تخت خسروی پر متمکن ہو۔میدان جنگ ہو تو آپ کی تلوار لوہے کے ٹکڑے کردے۔مگر خود نماز میں کھڑے ہو کر اپنے معبود کے سامنے اشک ریز رہے۔آپ ﷺ کی تلوار فتح ونصرت جلو میں لئے رہتی تھی اور ملوکیت کے تخم کی بیخ کنی کرتی تھی۔آپ ﷺ نے دنیا میں ایک نئے آئین اور نئے نظام کو رواج دیا اور تمام پرانی قوموں کی بساط الٹا دی۔آپ ﷺ نے بتایا کہ دین کی کنجی سے دنیا کا دروازہ کھولو تو راہ راست پاؤ گے سچ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی جیسا دوسرا کوئی فرزند مادر گیتی کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا۔آپ ﷺ کی نظر میں پست وبلند سب برابر تھے۔آپ ﷺ اپنے غلام کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر ماحضر تناول فرماتے تھے۔اور سیرت مبارکہ ایسی بلند پایہ کہ نہ صرف مسلمان بلکہ کافر بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔اقبال نے مسلمانوں کو اس شعر کے ذریعے پیغام دیا ہے کہ دنیا میں رہ کر حضور ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم دونوں جہانوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی رضا کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔لیکن اس کے لئے ہمیں آپ کی تعلیمات و کردار کو سچے اور پر یقین بنانا ہوگا۔اسی دنیا میں ہم اپنے اچھے اور برے اعمال کے ذریعے جنت اور جہنم کو خرید سکتے ہیں۔حضور ﷺ کی محبت کا اظہار اپنے عمل سے کریں۔آپ کی ذات اقدس کا چرچا کرے۔کائنات میں آپ ﷺ کی صفات کو عام کرے۔تاکہ مسلمان، بندۂ مومن بن جائے۔جب کوئی حضور پاک ﷺ کی سنتوں پر چل پڑتا ہے تو وہ اللہ کا قرب حاصل کرلیتا ہے۔پھر اللہ اس بندے پر اپنا رنگ چڑھا دیتا ہے۔حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔اب اس دنیا میں قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا لہٰذا اب ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو مکمل طور پر حاصل کرکے دوسروں تک پہنچائیں اور خود بھی اس کا عملی نمونہ پیش کریں۔جیسا کہ ہمارے صوفیاء، علماء اور اولیائے کرام نے کیا۔وہ نہ صرف عمل پیرا ہوئے بلکہ امت

BS NISHAT EDUCATION
0344-5515779, 03005371884,
051-2285833, 2285733
BS NISHAT EDUCATION

مسلمہ کو سمجھانے ،سلجھانے کے لئے اپنے کلام کو ذریعہ بنایا ۔آج اُن کے نام بھی روشن ہیں کیونکہ انہوں نے اسم محمد ﷺ کی تعلیمات کو دنیا میں روشن کیا ۔تو مسلمان حضور ﷺ سے والہانہ عقیدت ومحبت کا ثبوت دیں ۔تا کہ ہم مسلمان کہلانے کے لائق بن جائیں ۔

BS NISHAT EDUCATION

0344-5515779, 03005371884,

051-2285833, 2285733

BS NISHAT EDUCATION